

## مدنی عہد نبوت میں تعلیم و تبلیغ کا نظام

مدینہ منورہ آمد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ مسجد نبوی کی تعمیر تھی۔ مسجد نبوی کے ایک گوشے میں ایک سائبان اور چبوترہ (صفہ) بنایا گیا جس پر وہ مہاجرین صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ آ کر رہنے لگے تھے جو نہ تو کچھ کاروبار کرتے تھے اور نہ ان کے پاس رہنے کو گھر تھا۔ مکہ مکرمہ اور دیگر علاقوں سے دین تین کی تعلیمات حاصل کرنے کے لیے آنے والے صحابہ کرام بھی یہاں قیام کرتے تھے۔ گویا صفہ ان غریب اور نادار صحابہ کرام کی جائے پناہ تھی جنہوں نے اپنی زندگی تعلیم دین، تبلیغ اسلام، جہاد اور دوسری اسلامی خدمات کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

مدنی عہد نبوت میں مذہبی تعلیم و تربیت کے دو طریقے تھے۔ ایک غیر مستقل، جس میں مختلف قبائل کے آدمی مدینہ آ کر چند دن قیام کرتے اور ضروری مسائل سیکھ کر واپس چلے جاتے اور اپنے اپنے قبائل کو جا کر تعلیم دیتے۔ ضروری مسائل کی تعلیم کے بعد رسول اللہ ﷺ انہیں ان کے قبائل میں واپس بھیج دیتے، چنانچہ مالک بن الحویرث کو بیس دن کی تعلیم کے بعد حکم دیا:

”تم اپنے خاندان میں واپس جاؤ اور ان میں رہ کر ان کو  
 اور شریعت کی تعلیم دو اور جس طرح تم نے مجھے نماز  
 پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح پڑھانا، اور جب نماز کا وقت  
 آئے تو تم میں سے کوئی اذان دے، پھر تم میں سے سب  
 سے زیادہ پڑھا لکھا امامت کرائے۔“

إرجعوا الیٰ أهلیکم فاعلموہم ومروہم  
 وصلوا کما رأیتمونی اصلی، واذا  
 حضرت الصلوٰۃ فلیؤذن لکم احدکم ثم  
 لیؤمکم اکبرکم (۱)

اسی طرح وفد عبدالقیس نے رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر اسلام کی بیعت کی تو آپ ﷺ نے ان کو دادائے  
 خمس، نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیمات دیں اور پھر فرمایا:

”ان باتوں کو یاد کرو اور جا کر دوسروں کو بھی بتادو۔“  
 احفظوہ واخبروہ من وراءکم (۲)

\_\_\_\_\_ ماہنامہ الشریعہ (۴) مئی/جون ۲۰۰۳ء \_\_\_\_\_

دوسرا طریقہ مستقل تعلیم و تربیت کا تھا اور اس کے لیے صفحہ کی درس گاہ مخصوص تھی۔ اس میں وہ لوگ تعلیم حاصل کرتے تھے جو علاقے دنیوی سے بے نیاز تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو دینی تعلیم و تربیت اور عبادت و ریاضت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ مسجد نبوی کی اس درس گاہ کے دو حلقے تھے، ایک درس و تعلیم کا حلقہ اور دوسرا ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت کا۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:

”ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے کا شانہ اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسجد میں دو حلقے دیکھے۔ ایک حلقہ کے لوگ تلاوت و دعا میں مصروف تھے اور دوسرے حلقے کے لوگ تعلیم و تعلم میں، آپ ﷺ نے دونوں کی تحسین فرمائی اور فرمایا: دونوں بھلائی پر ہیں۔ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں، اگر چاہے تو ان کو عطا فرمائے اور اگر چاہے تو روک لے، اور یہ لوگ سیکھتے ہیں اور سکھاتے ہیں۔ (پھر آپ ﷺ یہ فرماتے ہوئے کہ) ”میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں“ حلقہء درس و تعلیم میں جا کر بیٹھ گئے“

خرج رسول الله ﷺ ذات يوم من بعض حجره، فدخل المسجد، فاذا هو بحلقتين احدهما يقرءون القرآن ويدعون الله، والاخرى يتعلمون ويعلمون، فقال النبي ﷺ كل على خير، هؤلاء يقرءون القرآن ويدعون الله، فان شاء اعطاهم وان شاء منعهم، وهؤلاء يتعلمون ويعلمون، وانما بعثت معلما، فجلس معهم (۳)

### اصحاب صفحہ کے لیے اساتذہ کا تقرر

اصحاب صفحہ کے معلم اول تو خود رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس تھی۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے:

”ایک دن حضرت ابو طلحہؓ آئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ یقرئ اصحاب الصفحۃ علی بطنہ فصیل من حجر یقیم بہ صلبہ من الجوع (۴)

باندھا ہوا تھا تا کہ کمر سیدھی ہو جائے۔“

رسول اللہ ﷺ جب تعلیم و نصیحت سے فارغ ہو کر تشریف لے جاتے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ حلقہ میں بیٹھ کر تعلیم کے سلسلہ کو اسی طرح جاری رکھتے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ دوبارہ تشریف لاتے تو لوگ خاموش ہو جاتے۔ آپ ﷺ تشریف فرما ہونے کے بعد فرماتے کہ اسی عمل میں مشغول رہیں اور اس کو جاری رکھیں۔ کبھی کبھار حضرت معاذ بن جبل بھی تعلیمی حلقہ سنبھال لیتے تھے۔ (۵)

رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کئی مستقل معلمین بھی اصحاب صفحہ کی تعلیم و تربیت پر متعین تھے۔ حضرت عبادہ بن

صامت کا بیان ہے:

عَلِمْتَ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصَّفَةِ الْقُرْآنَ  
وَ الْكِتَابَ فَاهْدِي إِلَيَّ رَجُلًا مِنْهُمْ قَوْسًا (٦)  
”میں نے اصحابِ صفہ میں سے چند لوگوں کو قرآن مجید  
پڑھایا اور لکھنے کی تعلیم دی تو ان میں سے ایک شخص نے  
مجھے ہدیہ میں ایک کمان دی۔“

اسی طرح حضرت عبداللہ بن سعید بن العاص جو خوش خط تھے اور زمانہ جاہلیت میں بھی کاتب کی حیثیت سے مشہور  
تھے، اصحابِ صفہ کو لکھنا سکھاتے تھے۔ (٧)

## اوقاتِ تعلیم

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر ادا فرمالتے تو ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھ  
جاتے اور ہم میں سے کوئی آپ سے قرآن کے بارے میں سوال کرتا، کوئی فرائض کے بارے میں دریافت کرتا اور کوئی  
خواب کی تعبیر معلوم کرتا تھا۔ (٨)

سماک بن حرب نے حضرت جابر بن سمرہ سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی محفل میں بیٹھا کرتے تھے؟ تو  
انہوں نے کہا: ہاں، میں بہت زیادہ آپ ﷺ کی مجلس میں شریک رہا کرتا تھا۔ جب تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا تھا  
آپ ﷺ صلی پر رہتے تھے، اور طلوع آفتاب کے بعد اٹھ کر مجلس میں تشریف لاتے تھے، اور مجلس کے درمیان صحابہ  
زمانہ جاہلیت کے واقعات بیان کر کے ہنستے تھے اور آپ ﷺ مسکرا دیتے تھے۔

اصحابِ صفہ انتہائی نادار اور مفلس تھے اس لیے ان میں سے بعض لوگ دن میں شیریں پانی بھرا لاتے، جنگل سے  
لکڑیاں چین کر لاتے اور ان کو بیچ کر جو آمدنی ہوتی، اس سے اپنے مصارف پورے کرتے تھے۔ (٩)  
اس مصروفیت کی وجہ سے ان میں سے بعض حضرات کو دن میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا، اس بنا پر  
ان کی تعلیم کا وقت رات کو مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ستر کے قریب اصحابِ صفہ رات کے وقت تعلیم  
حاصل کرتے تھے۔

فَكَانُوا إِذَا جَنَّهُمُ اللَّيْلُ انْطَلَقُوا إِلَى مَعْلَمٍ  
لَهُمْ بِالْمَدِينَةِ، فَيَدْرَسُونَ اللَّيْلَ حَتَّى  
”جب رات ہو جاتی تھی تو یہ لوگ مدینہ میں ایک معلم  
کے پاس جاتے اور رات بھر پڑھتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی“  
يُصْبِحُوا (١٠)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ مسجدِ نبوی سے ہٹ کر کوئی اور جگہ تھی جہاں اصحابِ صفہ رات کے وقت  
تعلیم حاصل کرتے تھے۔ گویا اصحابِ صفہ کا سارا وقت درس و تدریس ہی میں بسر ہوتا تھا۔ ابن المسیبؓ نے حضرت ابو

ہریرہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

”لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ کثرت سے حدیثیں بیان کرتا ہے۔ اللہ ہی ہمارا اور تمہارا محاسبہ کرنے والا ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کیا وجہ ہے کہ انصار و مہاجرین ابو ہریرہؓ کی طرح کثرت سے حدیثیں بیان نہیں کرتے؟ میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں اپنے کاروبار میں لگے رہتے تھے اور انصاری بھائی اپنی زمین کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے تھے۔ میں محتاج آدمی تھا، میرا سارا وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گزرتا تھا، پس جس وقت یہ موجود نہ ہوتے تھے میں موجود رہتا تھا اور جن چیزوں کو وہ بھلا دیتے تھے میں محفوظ کر لیتا تھا۔“

يقولون: ان ابا هريرة قد اكثر، واللّٰه الموعود ويقولون مابال المهاجرين والانصار لا يتحدثون مثل احاديثه؟ وسأخبركم عن ذالك: إن إخواني من الانصار كان يشغلهم عمل ارضهم، واما إخواني من المهاجرين كان يشغلهم الصفق بالاسواق، وكنت الزم رسول اللّٰه ﷺ على ملء بطني، فاشهد اذا غابوا، واحفظ اذا نسوا، (۱۱)

حضرت ابو ہریرہؓ جو خود بھی اصحاب صفہ میں سے تھے، ان کا یہ بیان گویا اصحاب صفہ کا ترجمان ہے۔ یہ سب لوگ درس گاہ نبوت میں سب سے زیادہ حاضر رہنے والے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے اس بیان کی تصدیق خود حضرت عمرؓ کے اس بیان سے ہوتی ہے:

”میں اور عوالی مدینہ میں قبیلہ امیہ بن زید کا ایک انصاری پڑوسی ہم دونوں باری باری رسول اللہ ﷺ کے یہاں جاتے تھے، ایک دن وہ جاتے اور ایک دن میں جاتا، جب میں جاتا تو اس دن کی وحی وغیرہ کی خبر لاتا اور جس دن وہ جاتے وہ بھی اسی طرح کرتے۔“

كنت انا و جاري من الانصار في بني امية بن زيد، وهي من عوالى المدينة، وكنا نتناوب النزول على رسول اللّٰه ﷺ، ينزل يوما وانزل يوما، فاذا نزلت جئته بخبر ذالك اليوم من الوحى وغيره، واذا نزل فعل مثل ذالك (۱۲)

### طریقہ تعلیم

ابتدا میں مجلس میں طلبہ کے بیٹھنے کا کوئی خاص انتظام اور طریقہ نہ تھا، جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے حلقے بنا کر بیٹھ جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ ایک حلقہ بنوایا اور سب لوگ ایک ساتھ بیٹھنے لگے۔ جابر بن سمرہ کا بیان ہے:

دخول رسول اللہ ﷺ المسجد وهم حلق  
 فقال ﷺ: مالي اراكم عزيزين (۱۳)  
 ”رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے جہاں صحابہ  
 کرامؓ کے جدا جدا حلقے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا  
 بات ہے تم لوگ جدا جدا ہو (یعنی ایک ساتھ بیٹھو)“

رسول اللہ ﷺ اپنے تمام حاضرین مجلس کو اس طرح تعلیم دیتے تھے کہ عالم، جاہل، شہری، بدوی، عربی، عجمی  
 بوڑھے، بچے، جوان پوری طرح فیض اٹھاتے تھے اور آپ ﷺ کی ہر بات سامعین کے دل میں اتر جاتی تھی۔ حضرت  
 انسؓ کا بیان ہے:

انه كان اذا تكلم بكلمة اعادها ثلاثا حتى  
 تفهم عنه، واذا اتى على قوم فسلم عليهم  
 ثلاثا (۱۴)  
 ”رسول اللہ ﷺ جب کوئی حدیث بیان کرتے تو اس کو  
 تین بار کہتے تھے تاکہ سمجھ لی جائے اور جب کسی جماعت  
 کے پاس جاتے تو ان کو تین بار سلام کرتے تھے“

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ، جو مسجد نبوی کی اس درس گاہ کے معلم تھے، حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے قریب اہل مجلس  
 کے سامنے جلدی جلدی حدیثیں بیان کرنے لگے۔ اس وقت ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نماز میں مصروف تھیں۔ جب  
 آپؓ نماز سے فارغ ہوئیں تو ابو ہریرہؓ مجلس ختم کر کے جا چکے تھے۔ چنانچہ آپؓ نے عروہ بن زبیرؓ سے فرمایا کہ ابو ہریرہؓ  
 مل جاتے تو میں ان کے جلدی جلدی حدیث بیان کرنے پر نکیر کرتی، اس کے بعد فرمایا:

ان رسول اللہ ﷺ لم یسرد الحدیث  
 سرد کم (۱۵)  
 ”رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کی طرح حدیث جلد جلد اور  
 مسلسل بیان نہیں فرماتے تھے۔“

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ لیحدّث الحدیث لو  
 شاء العاد ان یحصیہ أحصاه (۱۶)  
 ”رسول اللہ ﷺ اس طرح حدیث بیان کرتے تھے کہ  
 اگر شمار کرنے والا چاہتا تو شمار کر لیتا“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تعلیم یہ تھا کہ آپ بات ٹھہر ٹھہر کر اس انداز میں کہتے کہ سننے  
 والوں کے دل میں بیٹھ جائے، یاد کرنے والے یاد کر لیں اور لکھنے والے لکھ لیں۔ نرم کلامی، شیریں بیانی اور اندازِ تعلیم  
 کے اسی اسلوب کی بدولت بدوی لوگ بھی آپ ﷺ پر فدا ہو جاتے تھے۔ حضرت معاویہ بن حکم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ  
 میں رسول اللہ ﷺ کی امامت میں نماز پڑھ رہا تھا، مجھ سے خلاف نماز کوئی حرکت سرزد ہو گئی، جس کی وجہ سے تمام نمازی  
 مجھ سے بگڑ گئے اور گھور گھور کر میری طرف دیکھنے لگے، لیکن خود معلم انسانیت کا رویہ اور طریقہ تعلیم کیا تھا؟ صحابی کے  
 الفاظ ملاحظہ ہوں:

”میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر معلم نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا اور نہ ہی سخت ست کہا، بلکہ فرمایا نماز میں انسانی کلام اچھا نہیں ہے۔ اس میں صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن پڑھنا ہے۔“

فبأبى هو وامى، مارأيت معلماً قبله ولا بعده احسن تعليماً منه، فوالله ما كهرنى ولا ضربنى، ولا شتمنى، قال ﷺ: ان هذه الصلوة لا يصلح فيها شيء من كلام الناس، انما هو التسبيح، والتكبير وقرأة القرآن (۱۷)

اصحاب صفہ میں درس و تدریس کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ ایک شخص قرآن مجید پڑھتا جاتا اور دوسرے لوگ سنتے جاتے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ میں ضعیف مہاجرین کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ان میں سے بعض لوگ عریانیت کے خوف سے ایک دوسرے سے مل کر بیٹھے تھے اور ایک قاری ہم لوگوں کو قرآن پڑھا رہا تھا۔ اس حال میں رسول اللہ ﷺ آ کر ہمارے پاس کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر قاری خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے سلام کر کے پوچھا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ایک قاری قرآن پڑھ رہا ہے اور ہم سن رہے ہیں۔ ہمارا جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الحمد لله الذى جعل من امتى من امرت ان أصبر نفسى معهم“  
”اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے جن کے ساتھ مجھے بیٹھنے کا حکم ہے۔“

یہ کہہ کر آپ ﷺ ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تاکہ آپ ﷺ ہم لوگوں کے سامنے رہیں، پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس طرح بیٹھو، اور حاضرین مجلس اس طرح حلقہ بنا کر بیٹھ گئے کہ سب کا چہرہ آپ ﷺ کی طرف ہو گیا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے فقراء مہاجرین! تم کو بشارت ہو قیامت کے دن نور تام کی، تم لوگ مالداروں سے آدھ دن پہلے جنت میں داخل ہو گے، اور یہ (دنیوی حساب سے) پانچ سو سال ہے۔ (۱۸)

## اصحاب صفہ کی دعوتی سرگرمیاں

ویسے تو ہر مسلمان ہی داعی اور مبلغ ہے اور دعوت و تبلیغ ہی اس امت کا وہ خصوصی وصف ہے جس کی بدولت اس کو ”خیر الامم“ کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ (۱۹) اسلامی معاشرہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت دین کے لیے ایک ایسی جماعت تیار کرے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کر دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أُولَٰئِكَ حُفَّتْ رُوحُهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ  
”تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے، نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع

الْمُنْكَر (آل عمران، ۳: ۱۰۴) کرے۔

چنانچہ ہجرت مدینہ کے فوراً بعد رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں ایک باقاعدہ درسگاہ قائم فرمائی، تاکہ مبلغین کی ایک تربیت یافتہ جماعت تیار کی جائے۔ اصحاب صفہ کی صورت میں جب یہ جماعت تیار ہوگئی تو آپ ﷺ نے ان اصحاب کو، جو اپنے علم و فضل کی وجہ سے ”قراء“ کہلاتے تھے، (۲۰) مختلف دعوتی و تبلیغی مہمات پر روانہ فرمایا۔

### رجیع کی مہم:

صفر ۴ھ میں قبائل عضل و قارہ کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارگاہ رسالت میں درخواست کی کہ آپ اپنے رفقا میں سے کچھ آدمیوں کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیجیے تاکہ وہ لوگوں میں دین کی سمجھ پیدا کریں، قرآن پڑھائیں اور شریعت اسلامیہ کی تعلیم دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب صفہ میں سے مندرجہ ذیل چھ افراد منتخب کیے: مرثد بن ابی مرثد غنوی، خالد بن بکیر لیبی، عاصم بن ثابت، خبیب بن عدی، زید بن دھنہ، عبداللہ بن طارق، اور مبلغین کی اس جماعت کا امیر مرثد بن ابی مرثد کو مقرر فرمایا۔

جب یہ لوگ رجیع، جو مکہ اور عسفان کے درمیان ایک جگہ ہے، پہنچے تو قبیلہ عضل اور قارہ کے لوگوں نے مسلمانوں سے غداری کی اور قبیلہ ہذیل کو مدد کے لیے پکارا، چنانچہ ان لوگوں نے حضرت خبیب بن عدی اور زید بن دھنہ کو پناہ کا دھوکہ دے کر گرفتار کر لیا، جبکہ باقی صحابہ کو شہید کر دیا گیا۔ زید بن دھنہ اور خبیب بن عدی کو بھی ان لوگوں نے بعد میں مکہ لے جا کر فروخت کر دیا، چنانچہ زید بن دھنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے عوض قتل کرنے کے لیے خرید لیا، جبکہ خبیب کو جحیر بن ابواہاب تمیمی نے خرید کر قتل کر دیا۔ (۲۱)

### بئر معونہ کی مہم:

صفر ۴ھ میں نجد کے ایک قبیلہ عامر بن صعصعہ کے ایک رئیس ابوالبراء عامر بن مالک کو آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت دی، وہ نہ اسلام لایا اور نہ اس نے تردید کی بلکہ کہنے لگا! اے محمد! اگر آپ ﷺ اپنے رفقا میں سے کچھ لوگوں کو اہل نجد کے ہاں بھیج دیں اور وہ وہاں آپ ﷺ کا پیغام پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ اہل نجد آپ کے پیغام پر ضرور لبیک کہیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: مجھے اپنے آدمیوں کے متعلق اہل نجد سے خوف ہے۔ ابوبراء نے کہا: میں اس کا ضامن ہوں، اس لیے آپ ان کو روانہ فرما دیجئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے منذر بن عمرو کی

☆ امام بخاری نے ان اصحاب کی تعداد دس بیان کی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الرجیع، ج: ۲، ۲۰۸۶) امام سہیلی نے بھی دس کے قول کو ہی ترجیح دی ہے جن میں سے چھ مہاجر اور چار انصار صحابہ تھے۔ (الروض الاناف، ذکر یوم الرجیع، ۱۶۷/۲) جب کہ ابن الاثیر نے ان مبلغین کی تعداد چھ بیان کی ہے۔ (اسد الغابہ، تذکرہ عبداللہ بن طارق، ۲۵۸/۵)

قیادت میں ستر صحابہ، جو سب کے سب درگاہ صفہ کے تربیت یافتہ تھے، اس کے ساتھ بھیج دیے۔ (۲۲)

ابن ہشام اور ابن اثیر کی روایت کے مطابق یہ جماعت چالیس صحابہ پر مشتمل تھی۔ یہ سب لوگ بزم معونہ پہنچ گئے، جو بنو سلیم کے قریب ایک جگہ تھی۔ وہاں سے اپنی جماعت کے ایک آدمی حرام بن ملحان کو رسول اللہ ﷺ کا خط دے کر قبیلے کے سردار عامر بن طفیل کی طرف بھیجا، لیکن اس نے خط پڑھنے سے قبل ہی قاصد کو قتل کر دیا اور بنو سلیم کے ہمراہ بزم معونہ روانہ ہوا اور باقی مسلمانوں کو بھی قتل کر دیا۔ (۲۳)

سطور بالا کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوتی و تبلیغی مقاصد کے لیے ایک ایسی جماعت کی تیاری کو ضروری خیال کیا جس کو دعوتی مشن اپنی جان سے بھی عزیز تھا۔ رنج اور بزم معونہ کی دعوتی مہمات میں انتہائی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کو ان واقعات کا انتہائی رنج ہوا۔ اس لیے بعد کے دور میں خالصتاً تبلیغی مہمات بھی حفاظتی نقطہ نظر سے مسلح کر کے بھیجی گئیں۔

درس گاہ صفہ کے تربیت یافتہ معلمین و مبلغین کی دعوتی سرگرمیاں اس کے بعد بھی جاری رہیں۔ آپ ﷺ ان لوگوں کو مختلف جہادی مہمات میں افواج کے ہمراہ بطور مبلغ روانہ فرماتے، اس کے علاوہ قبائل عرب کی طرف سے آنے والے وفود کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی آپ صحابہ صفہ سے مدد لیتے تھے۔

قریش مکہ کو چونکہ مذہبی سیادت حاصل تھی، اس لیے عرب میں ان کا ادب و احترام کیا جاتا تھا اور تمام عرب مذہبی معاملات میں ان کو اپنا مقتدا اور پیشوا سمجھتے تھے۔ کفر و اسلام اور حق و باطل کی جو آویزش جاری تھی، اس میں قبائل عرب قریش کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ بالآخر جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش سب کے سب مسلمان ہو گئے تو اب قبائل عرب کے لیے بھی اسلام کے حق میں فیصلہ کرنا آسان ہو گیا۔ ابن حجر لکھتے ہیں:

ان مكة لما فتحت باذرت العرب  
باسلامهم فكان كل قبيلة ترسل كبراءها  
يسلموا ويتعلموا ويرجعوا الى قومهم  
فیدعوهم الى الاسلام (۲۴)

”فتح مکہ کے بعد تمام عرب نے اسلام کی طرف نہایت تیزی سے قدم بڑھایا۔ ہر قبیلہ اپنے سرداروں کو بھیجتا تھا کہ جا کر اسلام لائیں اور دین کی تعلیم حاصل کریں، واپس آئیں تو اپنی قوم کو دعوت اسلام دیں۔“

فتح مکہ کے بعد تقریباً ایک سال کے عرصہ میں تمام قبائل عرب نے اپنے منتخب افراد کو وفود کی صورت میں مدینہ طیبہ بھیجا تا کہ وہ پوری قوم اور قبیلہ کی طرف سے اسلام کی بیعت کریں۔ فتح مکہ سے قبل رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی یہ تھی کہ جو قبیلہ اور قوم بھی اسلام قبول کرے، اسے مدینہ آ کر مستقل رہنے پر آمادہ کیا جائے۔ اس کی بظاہر حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک تو لوگ دارالہجرت میں آ کر دین کی تعلیم حاصل کریں اور مزید یہ کہ دفاعی نقطہ نظر سے بھی مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد اور طاقت میں اضافہ ہو۔ چنانچہ فتح مکہ سے قبل رسول اللہ ﷺ جو دعوتی مہمات روانہ فرماتے تھے،



ان کو یہی نصیحت کی جاتی تھی کہ لوگوں کو دین کی دعوت دیں۔ اگر وہ قبول کر لیں تو ان کو مدینہ کی طرف ہجرت کی دعوت دیں۔ حضرت بریدہؓ کا بیان ہے :

”رسول اللہ ﷺ جب کسی کو کسی جماعت یا لشکر کا امیر بنا کر روانہ فرماتے تو اس کو خاص اپنی ذات کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتے اور جو مسلمان اس کے ساتھ ہیں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے اور یہ فرماتے: جب تمہارا مشرک دشمنوں سے سامنا ہو تو ان کو تین باتوں میں سے ایک کی دعوت دینا۔ ان باتوں میں سے جو بات بھی وہ مان لیں، تم اسے ان سے قبول کر لینا اور ان سے جنگ نہ کرنا۔ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو، اگر وہ اسے منظور کر لیں تو تم ان سے اسے قبول کر لو اور ان سے رک جاؤ، پھر تم ان کو اپنا علاقہ چھوڑ کر دارالمہاجرین (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کرنے کی دعوت دو اور انہیں یہ بتلا دو کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کو وہ تمام منافع ملیں گے جو مہاجرین کو ملتے ہیں اور ان پر وہ تمام ذمہ داریاں ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں اور اگر وہ اسے نہ مانیں اور اپنے علاقے میں رہنے کو ہی ترجیح دیں تو انہیں بتلا دو کہ وہ دیہاتی مسلمانوں کی طرح ہوں گے اور اللہ کے احکام جو تمام مسلمانوں کے ذمہ ہیں، وہ ان کے ذمہ ہوں گے۔ انہیں فے اور مال غنیمت میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ ہاں اگر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے تو حصہ ملے گا۔ اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو انہیں جزیہ دینے کی دعوت دو اگر وہ اسے مان لیں تو تم اسے قبول کر لو اور ان سے جنگ نہ کرو اور اگر وہ اسے بھی نہ مانیں تو اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے ان سے جنگ کرو۔“

كان رسول الله ﷺ اذا بعث اميرا على سرية او جيش اوصاه بتقوى الله في خاصة نفسه وبمن معه من المسلمين خيرا، وقال ﷺ! ”اذا لقيت عدوك من المشركين فادعهم الى احدى ثلاث خصال فايها اجابوك اليها فاقبل منهم وكف عنهم، ادعهم الى الاسلام، فان اجابوا فاقبل منهم وكف عنهم، ثم ادعهم الى التحول من دارهم الى دار المهاجرين وأعلمهم انهم ان فعلوا ذلك ان لهم ما للمهاجرين وان عليهم ما على المهاجرين، فان ابوا واختاروا دارهم فأعلمهم انهم يكونون كأعراب المسلمين يجرى عليهم حكم الله الذي كان يجرى على المؤمنين ولا يكون لهم في الفئى والغنيمه نصيب إلا ان يجاهدوا مع المسلمين، فان هم ابوا فادعهم الى اعطاء الجزية فان اجابوا فاقبل منهم وكف عنهم، فان ابوا فاستعن بالله وقاتلهم (٢٥)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بعد ابتدائی سالوں میں رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی یہ تھی کہ نو مسلم قبائل اور افراد کو مدینہ کی طرف ہجرت کی ترغیب دی جائے، لیکن فتح مکہ کی صورت میں جب اسلام کو نئی قوت و شوکت نصیب ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی حکمت عملی تبدیل فرمائی اور واضح طور پر اعلان فرمایا گیا:

”فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے“۔

لا ہجرۃ بعد فتح مکة (۲۶)

اب آپ ﷺ کا طریقہ کاریہ تھا کہ جو لوگ بھی انفرادی طور پر یا وفود کی صورت میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ ان کو خود تعلیم ارشاد فرماتے اور بعض اوقات انصار و مہاجرین صحابہ کو حکم دیتے کہ وہ ان لوگوں کو قرآن و سنت کی تعلیم دیں اور جب وہ لوگ دین کے بنیادی امور کا علم حاصل کر لیتے تو آپ ﷺ ان وفود کو، جو عام طور پر رؤسائے قبائل پر مشتمل ہوتے تھے، واپس اپنے قبائل میں جانے کا حکم دیتے اور ان کو حکم ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ سیکھ چکے ہیں وہ اپنے دوسرے لوگوں کو سکھائیں۔ (۲۷)

امام بخاری نے ایک جگہ ”وصاہ النسبی و فود العرب ان یبلغوا من ورائہم“ (۲۸) کے عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس کو آگے دوسروں تک پہنچانا ان وفود کا سب سے اہم فریضہ تھا۔ نیز بعض علاقوں کی طرف آپ ﷺ نے دعوتی مہمات روانہ فرمائیں اور مبلغین کو تلقین کی کہ اگر وہ لوگ اطاعت کا اظہار کریں تو ان کو قرآن و سنت کی تعلیم دیں اور ان کو کہیں کہ وہ وفد بن کر مدینہ آئیں اور براہ راست رسول اللہ ﷺ سے فیضیاب ہوں۔ (۲۹)

چنانچہ ۹ھ میں اس کثرت سے وفود آئے اس لیے مورخین نے اس سال کو ”عام الوفود“ کا نام دے دیا۔ ان وفود میں سے بعض سینکڑوں افراد پر بھی مشتمل تھے ☆ اور بعض محض ایک، دو اور تین افراد پر۔ ان وفود کی تعداد میں بھی کافی اختلاف ہے تاہم یہاں ان میں سے ان چند وفود اور قبائلی رؤسا کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کا کردار دعوت و تبلیغ کے حوالے سے اہمیت کا حامل ہے۔

### قبائلی رؤسا کی تعلیم و تربیت کا انتظام

اصحاب صفہ کی منظم اور مستقل تبلیغی جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے اس چیز کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ ہر قبیلہ اور جماعت میں سے کچھ ایسے لوگ موجود رہیں جو تعلیم و ارشاد اور دعوت و تبلیغ کے فریضہ کو انجام دیتے رہیں۔ اسی بنا پر قرآن مجید میں یہ حکم نازل ہوا :

☆ وفد بنی تمیم ستر یا اسی افراد پر مشتمل تھا (الاستیعاب، تذکرہ عمر بن ابی سلمہ، ۱۱۶۳/۳) جبکہ وفد بجیلہ میں شامل افراد کی تعداد ایک سو پچاس بیان کی جاتی ہے۔ (ابن سعد، ۱/۳۴۷)

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ  
 مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي  
 الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ  
 لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (التوبة، ۹: ۱۲۲)

”اور سب مسلمان تو سفر کر کے (مدینہ) نہیں آسکتے تو  
 ہر قبیلہ سے ایک جماعت کیوں نہیں آتی کہ وہ دین کی  
 سوچ بوجھ حاصل کریں، تاکہ جب وہ واپس جائیں تو  
 اپنی قوم کو ڈرائیں، شاید وہ بری باتوں سے بچ جائیں“

چنانچہ بعض قبائل نے تو خود ہی اپنے نمائندہ افراد کو مدینہ بھیجا اور بعض قبائل مثلاً بنو حارث بن کعب اور ہمدان  
 وغیرہ کو خود آپ ﷺ نے پیغام بھیجا کہ وہ اپنے وفود بھیجیں۔ چنانچہ اس کے بعد عرب کے تقریباً ہر قبیلہ نے اپنے وفود  
 بارگاہ رسالت میں بھیجے تاکہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور واپس آ کر خود ان کو اس کی تعلیم دیں۔ تفسیر خازن میں ابن  
 عباس کا قول مروی ہے:

كان ينطلق من كل حي من العرب عصابة  
 فيأتون النبي ﷺ فيسأ لونه عما يريدون  
 من امر دينهم ويتفقون في دينهم (۳۰)

”عرب کے ہر قبیلے کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کی  
 خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے مذہبی امور  
 دریافت کرتا اور دین کا فہم حاصل کرتا“۔

آنے والے وفود اور قبائل عرب کے نمائندہ افراد کی ایسی تعلیم و تربیت کہ وہ واپس جا کر دعوت و تبلیغ کا کام مکمل  
 کر سکیں، بڑی اہم ذمہ داری تھی جس کو رسول اللہ ﷺ نے انصار و مہاجرین اور اصحاب صفہ کی مدد سے عمدہ طریقہ سے  
 انجام دیا، چنانچہ آپ ﷺ وفود عرب میں آنے والے قبائل کی عمائدین کی خود تعلیم و تربیت فرماتے اور بعض اوقات انصار  
 و مہاجرین کو حکم ہوتا کہ معزز مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو قرآن و سنت سکھائیں۔  
 حضرت عبادہ بن صامت کا بیان ہے:

كان رسول الله ﷺ يشغل، فاذا قدم  
 رجل مهاجر على رسول الله ﷺ دفعه  
 الى رجل منا يعلمه القرآن (۳۱)

”کوئی شخص جب ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی  
 خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ ﷺ اس کو تعلیم قرآن  
 کے لیے ہم میں سے کسی کے سپرد کر دیتے“۔

چنانچہ حضرت وردان طائف سے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ابان بن سعید کے حوالے کیا کہ ان کے  
 مصارف کا بار اٹھائیں اور ان کو قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ (۳۲)

انصار مدینہ باہر سے آنے والے حضرات کی مہمان نوازی کے ساتھ اس لگن اور دلسوزی سے ان کو قرآن مجید کی  
 تعلیم دیتے تھے کہ وہ لوگ تشکر کے جذبات کے ساتھ واپس جاتے تھے۔ چنانچہ وفد عبدالقیس آیا تو اس اعتراف کے  
 ساتھ واپس گیا:

خير اخوان، أَلانوا فرأشنا، وأطابوا  
 ”یہ ہمارے بہترین بھائی ہیں۔ انہوں نے ہمیں نرم

مطعمنا، وباتوا واصبحوا يعلمونا كتاب  
بستر مہیا کیے، اچھا کھانا کھلایا اور دن رات ہمیں اللہ کی  
کتاب اور پیغمبر ﷺ کی سنت کی تعلیم دیتے رہے۔“  
ربنا وسنة نبينا (۳۳)

آنے والی سطور میں ان چند قبائلی رؤسا اور مبلغین کا ذکر کیا جا رہا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے اپنے قبائل میں دعوت کا فریضہ انجام دیا۔

### عمیر بن وہب کی قریش مکہ کو دعوت

عمیر بن وہب قریش کے ممتاز سرداروں میں سے ایک تھے۔ یہ ابتدائے اسلام میں اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں سے ایک تھے۔ ان کا بیٹا وہب بن عمیر غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو چھڑوانے کے بہانے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس سازش کا سوائے صفوان بن امیہ کے کسی کو علم نہ تھا، جو خود اس منصوبے میں شریک تھے۔ لیکن مدینہ پہنچ کر جب وہ اس ارادے سے مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو بذریعہ وحی صفوان بن امیہ کے ساتھ تیار کر دیا کہ وہ اس سازش سے آگاہ کر دیا اب عمیر پر حقیقت حال واضح ہو چکی تھی۔ اس لیے انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور آپ ﷺ سے عرض کی:

فانذني لي يا رسول الله ﷺ فالحق بقريش  
”يا رسول الله ﷺ في من جاهدتني فاني جاهدت الله ﷻ“  
فادعوهم الى الله والى الاسلام لعل الله  
ان يهد بهم (۳۴)  
ان بھد بھم (۳۴)  
دے گا۔“

ابن الاثیر کا بیان ہے کہ حضرت عمیرؓ مکہ میں مسلسل اسلام کی صدا بلند کرتے رہے۔ چنانچہ صفوان بن امیہ سمیت متعدد لوگوں نے آپ کی ترغیب سے ہی اسلام قبول کیا۔ (۳۵)

### حضرت ضحاک بن سفیان کی بنو کلاب کو دعوت اسلام

حضرت ضحاک کی کوششوں سے بنو کلاب کا پورا قبیلہ اسلام لے آیا۔ ۹ھ میں اس قبیلہ کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی اور آپ ﷺ کو بتایا: ضحاک بن سفیان نے ہمارے درمیان کتاب اور آپ ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کیا اور ہمیں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ ہم نے اسے قبول کر لیا۔ (۳۶)

### ابو امامہؓ باہلی کی اپنی قوم باہلہ کو دعوت اسلام

ابو امامہؓ باہلی نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی اپنی قوم کی طرف ہی مبلغ بنا کر بھیجا تاکہ وہ ان

کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ قوم نے جب ان کو دیکھا تو خوش ہو کر کہا: صدیق بن عجلان (ابو امامہؓ کا نام ہے) کو خوش آمدید ہو۔ اور کہنے لگے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ تم بے دین ہو کر اس آدمی (رسول اللہ ﷺ) کی طرف مائل ہو گئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ میں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف مائل ہو گیا ہوں اور مجھے اللہ اور رسول ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تم پر اسلام اور اس کے احکام پیش کروں۔

چنانچہ اس کے بعد ابو امامہؓ ان کو اسلام کی دعوت دینے لگے، لیکن قوم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ان پر بڑی سختی کی۔ ابو امامہؓ نے بڑی استقامت کا مظاہرہ کیا۔ بالآخر ان کی دعوت و تبلیغ کے نتیجہ میں پوری قوم مسلمان ہو گئی۔ (۳۷)

حضرت ابو امامہؓ نے اس کے بعد دعوت دین کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا جہاں دو چار لوگوں کو دیکھتے ان تک اسلام کا پیغام ضرور پہنچاتے۔ مسلم بن عامر کا بیان ہے: ”جب ہم ابو امامہؓ کے پاس بیٹھے تو وہ ہم کو احادیث سناتے اور کہتے ان کو سنو، سمجھو اور جو سنتے ہو اس کو دوسروں تک پہنچاؤ“ (۳۸)

سلمان بن حبیب محاربی بیان کرتے ہیں: میں حص کی مسجد میں گیا، دیکھا کہ مکحولؓ اور ابن زیاد ذکر یادوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مکحولؓ نے کہا کہ اس وقت دل چاہتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت ابو امامہؓ باہلی کے حضور چلتے، ان کی کچھ خدمت کرتے اور ان سے کچھ حدیثیں سنتے۔ سلمان کہتے ہیں: ہم لوگ اٹھے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم لوگوں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اس کے بعد فرمایا: تمہارا میرے پاس آنا تمہارے لیے باعثِ رحمت بھی ہے اور تمہارے اوپر رحمت بھی، (یعنی اگر تم حدیث کی خلاف ورزی کرو گے) میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس امت کے حق میں جھوٹ اور تعصب سے زیادہ اور کسی چیز کا خوف کرتے ہوئے نہیں دیکھا، آگاہ رہو جھوٹ اور تعصب سے بچو پھر فرمایا:

”الا وانه أمرنا ان نبليكم ذالك عنه ألا وقد  
 فعلنا فأبلغوا عننا ما قد بلغناكم (۳۹)  
 باتیں تم تک پہنچادیں۔ آگاہ رہو ہم نے پہنچادیں، لہذا  
 اب تم ان باتوں کو جو ہم سے تم نے سنی ہیں دوسروں  
 تک پہنچادینا“

### حضرت عمرو بن مرہ جہنی کی اپنی قوم کے لیے دعوت

حضرت عمرو بن مرہ جہنی نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر سنی تو خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور قرآن مجید کی تعلیم حضرت معاذ بن جبلؓ سے حاصل کی (۴۰) پھر بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے میری قوم میں بھیج دیں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر بھی میرے ذریعہ فضل فرمادے جیسے آپ ﷺ کے ذریعہ

سے مجھ پر فرمایا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی قوم میں دعوت اسلام کی اجازت مرحمت فرمائی، انہوں نے قوم کو ان الفاظ میں اسلام کی طرف بلایا:

یا معشر جہینة! انی رسول رسول  
اللہ ﷺ الیکم ادعوکم الی الاسلام و امر  
کم بحق الدماء و صلة الارحام، و عبادة  
اللہ و حده، و رفض الاصنام و بحج  
البيت، و صام شہر رمضان شہر من اثنی  
عشر شہرا، فمن اجاب فله الجنة و من  
عصى فله النار (۴۱)

”اے قبیلہ جہینہ! میں تمہاری طرف اللہ کے رسول  
کا قاصد ہوں اور تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اور  
میں اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ تم خون کی حفاظت  
کرو، صلہ رحمی کرو، ایک اللہ کی عبادت کرو، بتوں کو چھوڑ  
دو، بیت اللہ کا حج کرو اور بارہ مہینوں میں سے رمضان  
کے روزے رکھو۔ جو مان لے گا اس کے لیے جنت ہے  
اور جس نے نافرمانی کی اس کے لیے جہنم کی آگ  
ہے۔“

حضرت عمرو بن مرہ کی مسلسل دعوت اور کوشش سے ان کی قوم نے اسلام قبول کر لیا تو وہ اپنی قوم کو لے کر بارگاہ  
نبوی میں حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا استقبال فرمایا، ان کو درازی عمر کی دعادی اور ان کی قوم کے لیے ایک  
تحریر لکھ کر دی۔ (۴۲)

### رفاعہ بن زید جزامی کی اپنی قوم کے لیے بطور مبلغ تقرری

خیبر سے قبل صلح حدیبیہ کے موقع پر رفاعہ بن زید جزامی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول  
کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک تحریر ان کی قوم کے لیے لکھ دی اور ان کو اپنی قوم کی طرف مبلغ بنا کر روانہ فرمایا۔ اس  
خط میں تحریر تھا:

هذا كتاب من محمد رسول الله ﷺ  
لرفاعة بن زيد، انی بعثته الی قومہ عامۃ  
، و من دخل فیہم، یدعوہم الی اللہ والی  
رسولہ، فمن اقبل منهم ففی حزب اللہ  
و حزب رسولہ (۴۳)

”یہ محمد رسول اللہ کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لیے  
تحریر ہے کہ میں نے انہیں ان کی عام قوم کی طرف اور  
ان لوگوں کی طرف جو ان کی قوم میں داخل ہوں، بھیجا  
ہے، رفاعہ ان سب کو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف  
دعوت دیں گے، جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا، اللہ اور  
اس کے رسول کی جماعت میں شمار ہوگا۔“

پھر جب رفاعہ بن زید اپنی قوم میں پہنچے تو قوم نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور اسلام قبول کر لیا۔ (۴۴)

### عروہ بن مسعود کی ثقیف کو دعوت / عثمان بن ابی العاص کا بطور امیر تقرر

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ ماہ رمضان ۹ھ میں جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لارہے تھے عروہ بن مسعود ثقفی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور عرض کیا کہ مجھے اپنی قوم میں جانے کی اجازت دی جائے تاکہ میں ان کو اسلام کی طرف بلاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ ثقیف تمہیں قتل کر ڈالیں۔ عروہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ان کے نزدیک باکرہ عورتوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں۔

چنانچہ وہ اس امید پر کہ قوم ان کی مخالفت نہیں کرے گی بڑے جذبے کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے اسلام کی دعوت کے لیے روانہ ہوئے۔ جب وہ اپنے مکان کے بالا خانے پر نمودار ہوئے، قوم کو اسلام کی طرف بلا یا اور ان پر اپنا دین ظاہر کیا تو انہوں نے ہر طرف سے ان پر تیروں کا مینہ برسایا جس سے آپ ﷺ شہید ہو گئے لیکن حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کی یہ قربانی رازِ یگانہ نگئی، جلد ہی قوم کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ چھ افراد پر مشتمل ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا اور مدینہ میں ٹھہر کر اسلام کی تعلیمات سے فیض یاب ہونے لگے۔ جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھ دی اور عثمان بن ابی العاص کو ان کا امیر مقرر کیا۔

ابن ہشام نے ان کے تقرر کی یہ حکمت بیان کی ہے: ان لوگوں میں انہیں اسلام کو ٹھیک طور پر سمجھنے اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کا سب سے زیادہ شوق تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی یہ کہتے ہوئے ان کے تقرر کی سفارش کی:

یا رسول اللہ ﷺ! انی قدر ایت هذا الغلام  
منہم من احمر صہم علی النفقہ فی  
الاسلام، وتعلم القرآن (۴۵)

نی الدین، مسائل دینی اور قرآن سیکھنے کا سب سے زیادہ  
حریص پاتا ہوں۔“

### وفد بنو تمیم

بنو تمیم کا وفد بڑی شان و شوکت سے ۹ھ میں مدینہ آیا۔ وفد میں قبیلہ کے تقریباً تمام بڑے رؤسا مثلاً اقرع بن حابس، عمرو بن اہتم، نعیم بن یزید، قیس بن حارث، عطارد بن حاجب زبیر قان بن بدر اور عبیدہ بن حصن وغیرہ شامل تھے۔ یہ لوگ اپنے خطیب اور شاعر ساتھ لے کر آئے تھے۔ ابن عبد البر لکھتے ہیں:

کان فی وفد تمیم سبعون او ثمانون  
رجلا ثم اسلموا القوم وبقوا بالمدينة مدة  
یتعلمون القرآن والدين (۴۶)

”قبیلہ بنو تمیم کے ستر یا اسی افراد وفد کی صورت میں حاضر  
ہو کر اسلام لائے اور مدینہ میں ایک مدت تک دین  
اسلام اور قرآن کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔“

اسی وفد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مقدسہ نازل فرمائی تھی:

اِنَّ الدِّينَ يَنَا دُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجْرَاتِ  
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (الحجرات ۴:۴۹)

”وہ لوگ جو آپ ﷺ کو حجروں کے عقب سے پکارتے  
ہیں ان میں سے بیشتر نا سمجھ ہیں۔“

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے کہا! اے محمد ﷺ! ہم تمہارے پاس مفاخرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ اس لیے ہمارے شاعر اور خطیب کو اجازت دو، چنانچہ بنو تمیم کی طرف سے عطار دبن حاجب نے تقریر کی اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ثابت بن قیس نے اس کا جواب دیا۔ اسی طرح زبرقان بن بدر نے فخریہ اشعار پڑھے تو ابن اسحاق کے بقول رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت کو بلوا بھیجا تو انہوں نے ان کا جواب دیا۔ دو طرفہ مفاخرہ کے بعد اقرع بن حابس یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے: ”باپ کی قسم! یہ آدمی (نبی کریم ﷺ) وہ ہیں جن کو تو نبیق الہی حاصل ہے، ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ہے، ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے اور ان کے الفاظ ہمارے الفاظ سے شیریں ہیں“

پھر بنو تمیم کے وفد کے تمام افراد اسلام لے آئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں بہترین انعامات سے نوازا۔ (۴۷)

### ضمائم بن ثعلبہ کی بکر کو دعوت اسلام

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنو سعد بن بکر نے ضمائم بن ثعلبہ کو بارگاہ رسالت میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ کر آئیں۔ ضمائم بڑے جبری انسان تھے، چنانچہ یہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور پوچھا: ایکم ابن عبدالمطلب؟ (تم میں عبدالمطلب کا بیٹا کون ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ”انا ابن عبدالمطلب“۔ (میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں)۔ پھر ضمائم بن ثعلبہ نے اسلام کے متعلق کئی سوال کیے، جن کو ابن ہشام اور دوسرے مؤرخین نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مطمئن ہونے کے بعد انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور کہا!

فانی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان  
محمد رسول اللہ ﷺ وسأودی ہذہ  
الفرائض واجتنب ما نہیتنی عنہ، ثم  
لا ازید ولا انقص (۴۸)

”میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود  
نہیں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول  
ہیں، اور میں یہ فرائض ادا کرتا رہوں گا اور جن چیزوں  
سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ان سے پرہیز کروں  
گا، پھر میں نہ زیادتی کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔“

پھر اپنے اونٹ پر بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ جب اپنی قوم میں پہنچے تو پوری قوم ان کے پاس جمع ہو گئی چنانچہ انہوں نے قوم سے جو پہلی بات کہی وہ یہ تھی:

بئست اللات والعزی اقالوا: مہ  
یا ضمائم! اتق البرص، اتق الجذام، اتق  
الجنون! قال: ویلکم! انہما واللہ لا  
یضران ولا ینفعان، ان اللہ قد بعث رسولا

”لات وعزی کتنے برے ہیں، اس پر قوم نے  
کہا: ضمائم! بظہر و بظہر و! برص میں مبتلا ہونے سے ڈرو،  
جذام میں مبتلا ہونے سے ڈرو اور جنون سے ڈرو۔ ضمائم  
نے جواب دیا! تمہارا برا ہو، خدا کی قسم! یہ دونوں نہ



وانزل عليه كتابا استنقذكم به مما كنتم فيه، وانى اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله، وقد جنتكم من عنده بما امركم به، ومانهاكم عنه (۴۹)

نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ بے شک اللہ نے ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر ایک کتاب نازل کی ہے جس کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اس گمراہی سے نکالا ہے جس میں تم پڑے ہوئے تھے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور میں تمہارے پاس ان کی طرف سے وہ لایا ہوں جس کا انہوں نے تمہیں حکم دیا ہے اور وہ لایا ہوں جس سے انہوں نے تمہیں منع کیا ہے۔“

راوی (ابن عباس) کا بیان ہے کہ شام ہونے سے قبل ہی اس قبیلے کے ہر مرد و عورت نے اسلام قبول کر لیا۔

### اکثم بن صیفی کی اپنی قوم کو دعوت اسلام

حضرت اکثم کو ظہور اسلام کی خبر ہوئی تو دو آدمیوں کو رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا کہ تحقیق حال کریں وہ دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو یہ آیت سنائی:

”بے شک اللہ تعالیٰ عدل، احسان اور قربت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور فحاشی، برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے۔ خدام کو نصیحت کرتا ہے شاید تم سمجھو اور سوچو۔“

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِتْيَا ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل، ۱۶: ۹۰)

ان لوگوں نے جا کر ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے تمام قوم کی طرف خطاب کر کے کہا:

”اے میری قوم یہ پیغمبر مکارم اخلاق کا حکم دیتا ہے۔ اور ذمائم اخلاق سے روکتا ہے تم لوگ قبول اسلام میں دم نہ بنو، سر بنو، مقدم بنو، مؤخر نہ ہو۔“

يا قوم! اراہ يا امر بمكارم الاخلاق وينهى عن ملاتمها فكونوا في هذا الامر رؤسا ولا تكونوا ادنابا وكونوا فيه اولا ولا تكونوا فيه آخر

اس کے بعد تادم مرگ اس کوشش میں مصروف رہے، انتقال ہوا تو اہل عیال کو تقویٰ اور صلہ رحمی کی وصیت

کی۔ (۵۰)

## حضرت زیاد بن حارث کی اپنی قوم کو بذریعہ خط دعوت اسلام

حضرت زیاد بن حارث صدائی فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام پر آپ ﷺ سے بیعت ہوا۔ مجھے پتہ چلا کہ حضور ﷺ نے ایک لشکر میری قوم کی طرف بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ لشکر واپس بلا لیں، میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ میری قوم مسلمان بھی ہو جائے گی اور آپ ﷺ کی اطاعت بھی کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم جاؤ اور اس لشکر کو واپس بلا لاؤ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری سواری تھکی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے ایک آدمی کو بھیج کر لشکر واپس بلا لیا۔ میں نے اپنی قوم کو خط لکھا۔ وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا ایک وفد یہ خبر لے کر حضور کی خدمت میں آیا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

یا اخصاء! ”انک لمطاع فی قومک“ فقلت: ”بل اللہ هذا ہم للاسلام فقال ﷺ: افلا اؤمرک علیہم؟“ قلت ابلی یا رسول اللہ ﷺ! قال: فکتب لی کتابا امرنی (۵۱) کے بارے مجھے ایک خط لکھ کر دیا“

”اے صدائی بھائی! واقعی تمہاری قوم تمہاری بات ماننی ہے۔ میں نے کہا (اس میں میرا کمال نہیں) بلکہ اللہ نے ان کو اسلام کی ہدایت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ان کا امیر نہ بنا دوں؟ میں نے کہا بنادیں یا رسول اللہ! چنانچہ حضور ﷺ نے میری امارت کے بارے مجھے ایک خط لکھ کر دیا“

## فروہ بن مسیک کی اپنی قوم کو دعوت اسلام

فروہ بن مسیک ۱۰ھ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ فروہ کا قبیلہ مراد سے تعلق تھا۔ قبول اسلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت ہو تو اپنی قوم کے اہل اسلام کو ساتھ لے کر اپنی قوم کے کافروں سے قتال کروں، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔ جب یہ چلے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور فرمایا:

ادع القوم فمن اسلم منهم فاقبل منه ومن لم یسلم فلا تعجل حتی احدث الیک (۵۲) ”تم اپنی قوم کو اسلام کی ترغیب دینا، جو شخص اسلام لے آئے اس کا اسلام قبول کر لینا اور جو انکار کرے اس کے بارے میں توقف کرنا یہاں تک کہ میں تم کو کوئی حکم بھیجوں“

## ابوعلبہؓ خشنی کی اپنی قوم کو دعوت اسلام

حضرت ابوعلبہؓ جرثوم بن ناشب خشنی کا تعلق قبیلہ قضاعہ کی شاخ خشین سے تھا۔ یہ حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شریک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوعلبہؓ کو ان کے اپنے قبیلہ کی طرف ہی مبلغ بنا کر بھیجا چنانچہ حضرت ابوعلبہؓ کی

کوششوں سے ان کا پورا قبیلہ رسول اللہ کی زندگی ہی میں اسلام لے آیا۔ (۵۳) ابن عبد البر کا بیان ہے:  
 وارسله رسول الله ﷺ الى قومه فاسلموا  
 ”رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی قوم کی طرف دعوت  
 اسلام کے لیے بھیجا پس ان کی قوم نے ان کی دعوت پر  
 (۵۴)  
 اسلام قبول کر لیا۔“

### عامر بن شہر کی قبیلہ ہمدان کو دعوت اسلام

عامر بن شہر ایک زمانہ تک بادشاہوں کی صحبت میں رہ چکے تھے اور اپنے قبیلے کے قابل ترین فرد تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ان کے قبیلہ ہمدان کو ملی تو قبیلہ والوں نے ان سے کہا کہ تم اس شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) کے پاس جاؤ اور جس چیز کو تم ہمارے لیے اچھا سمجھو گے اس کو ہم کریں گے اور جس کو برا سمجھو گے اس کو نہ کریں گے۔ چنانچہ عامر بن شہر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دین اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور ان لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی تو کئی لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (۵۵)

### حارث بن ضرار کی اپنی قوم کو دعوت اسلام

حضرت حارث بن ضرار نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو عقائد اسلام اور زکوٰۃ کی تعلیم دی۔ اس کے بعد انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤں تاکہ ان کو اسلام اور اداع زکوٰۃ کی دعوت دوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے حضرت حارث بن ضرار واپس اپنی قوم میں آ گئے اور ان کو اسلام کی طرف بلایا تو قوم نے ان کی دعوت پر لپیک کہتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت حارث زکوٰۃ اکٹھی کر کے خود مدینہ حاضر ہوئے۔ (۵۶)

### عمرو بن حسان کی اپنی قوم کو دعوت اسلام

حضرت عمرو بن حسان نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا تو تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے پیچھے کسی شخص کو نہیں چھوڑا جس سے میں نے اسلام پر بیعت نہ لے لی ہو اور وہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لایا ہو سوائے قبیلہ کے خاندان بنی جون کی ایک ضعیفہ یعنی میری والدہ کے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ارفق بها (ان کے ساتھ نرمی کرو)۔ (۵۷)

### قیس بن نشبہ کی بنی سلیم کو دعوت اسلام

حضرت قیس بن نشبہ بن تمول اسلام کے بعد اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور ان کو اسلام کی طرف بلاتے ہوئے

فرمایا:

یابنی سلیم! سمعت ترجمۃ الروم و فارس  
واشعار العرب والکھان و مقاول حمیر  
وما کلام محمدؐ یشبه شیئاً من کلامهم  
فاطیعونی فی محمدؐ فانکم اخواله (۵۸)

”اے بنو سلیم! میں نے روم و فارس کے تراجم اور عرب،  
کہان اور حمیر کے بہادروں کے اشعار سنے ہیں لیکن  
محمدؐ کا کلام ان سب سے الگ ہے، پس محمدؐ کے معاملے  
میں میری اطاعت کرو، کیونکہ تم ان کے ماموں ہو۔“

ابن اثیر کی روایت کے مطابق حضرت قیس بن غزیهؓ نے بھی اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلا یا تھا۔ (۵۹)

### مالک بن احمر کی اہل ذک کو دعوت اسلام

جب رسول اللہ ﷺ تبوک کے مقام پر تشریف لائے تو مالک بن احمر بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے  
اور عرض کیا کہ انہیں تبلیغ دین کے بارے میں ایک اجازت لکھ دیں جس کے ذریعہ وہ اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلا سکیں  
، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چڑے کے ایک ٹکڑے پر ان کو تحریر لکھ دی۔ (۶۰)

### محیصہ بن مسعود کی اپنی قوم کو دعوت اسلام

حضرت محیصہ بن مسعود کو رسول اللہ ﷺ نے اہل ذک کے پاس ارشاد و ہدایت کے لیے روانہ فرمایا، محیصہ بن  
مسعود جو ان کے بڑے بھائی تھے وہ ان ہی کی کوششوں سے مسلمان ہوئے۔ (۶۱)

### مسعود بن وائل کی بنی سلیم کو دعوت اسلام

حضرت مسعود بن وائل مشرف بہ اسلام ہوئے تو درخواست کی:

یا رسول اللہ ﷺ! انی احب ان تبعث الی  
قومی رجلا یدعوهم الی الاسلام  
”یا رسول اللہ ﷺ! آپ میری قوم کی طرف کسی  
آدمی کو روانہ کریں جو ان میں اسلام کی تبلیغ کرے۔“

رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک فرمان لکھ کر دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ خود اپنے قبیلے میں دعوت کا کام کریں۔ (۶۲)

### عبداللہ بن عوسجہ کی قبیلہ حارثہ بن عمرو کو دعوت اسلام

حضرت عبداللہ بن عوسجہ الجلیلی کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا خط دے کر قبیلہ حارثہ بن عمرو بن قریظ کے پاس تبلیغ  
و ہدایت کے لیے بھیجا، چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، لیکن یہ لوگ اسلام سے محروم رہے۔ (۶۳)

### قیس بن یزید کی اپنی قوم کو دعوت اسلام

اسی طرح ابن اثیر قیس بن یزید کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے بھی اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی: ”فدعا  
قومہ الی الاسلام فاسلموا“ (۶۴)

## عمرؓ بن حزم کا بنو حارث بن کعب کی طرف بطور مبلغ تفریح

ربیع الاول ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو بنو حارث بن کعب کے پاس نجران دعوت و تبلیغ کی خاطر روانہ فرمایا۔ بنو حارث نے اسلام قبول کر لیا، تو خالد بن ولید نے بذریعہ خط کامیابی کی اطلاع بارگاہ رسالت میں بھیجی تو رسول اللہ ﷺ نے جوابی خط میں ان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے ساتھ بنو حارث کا وفد لے کر واپس آ جائیں، چنانچہ حضرت خالد بنو حارث کے وفد سمیت مدینہ حاضر ہو گئے۔ چشمہ نبوت سے براہ راست فیض یاب ہونے کے بعد جب یہ وفد واپس جانے لگا تو آپ ﷺ نے بنو حارث بن کعب پر قیس بن حصن کو امیر مقرر فرمایا اور ان لوگوں کے جانے کے بعد آپ ﷺ نے عمرؓ بن حزم کو ان کی طرف روانہ فرمایا۔ ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ ان سے صدقات وغیرہ وصول کریں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ تبلیغ دین کی ذمہ داری بھی ان کے سپرد تھی۔ ابن ہشام لکھتے ہیں:

وقد كان رسول الله ﷺ قد بعث اليهم  
بعده ان ولي وفدهم عمرو بن  
حزم، ليفقههم في الدين، ويعلمهم السنة  
ومعالم الاسلام (۶۵)

”رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن حزم کو بنو حارث بن کعب کی طرف بھیجا تاکہ وہاں جا کر ان میں دین کا فہم پیدا کریں اور انہیں سنت رسول ﷺ اور اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو یمن کے ایک حصہ کا عامل اور قاضی بنا کر بھیجا تو ان کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ لوگوں میں اسلامی شعور پیدا کریں اور ان کو قرآن کی تعلیم دیں۔ ابن عبد البر لکھتے ہیں:

بعثه رسول الله ﷺ قاضيا الى الجند من  
اليمن يعلم الناس القرآن وشرايع الاسلام  
احكام ديني في تعليمهم (۶۶)

”رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کے ایک حصہ کا قاضی مقرر فرما کر بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو قرآن مجید اور احکام دین کی تعلیم دیں۔“

## خلاصہ بحث

قبائل عرب میں کوئی قبیلہ ایسا نہیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے براہ راست اللہ تعالیٰ کا پیغام نہ سنایا ہو۔ بالخصوص مکی عہد نبوت میں جب قبائل عرب ایام حج میں مکہ آتے تو آپ ﷺ ایک ایک قبیلہ اور خاندان کے پاس خود جا کر ان کو اسلام کی دعوت پیش فرماتے، تاہم وہ لوگ جن کو آپ ﷺ براہ راست دعوت اسلام نہ دے سکے آپ ﷺ نے ان کی طرف اپنے صحابہ کو بطور مبلغ روانہ فرمایا۔

مدنی عہد نبوت میں آپ ﷺ نے کثرت کے ساتھ قبائل عرب کی طرف دعوتی و تبلیغی مہمات روانہ فرمائیں اور صحابہ کرام کو دعوت اسلام کی ذمہ داری سونپی۔ اگرچہ ہر قبیلہ کی طرف بھیجے جانے والے مبلغین اور ان کی سرگرمیوں کا

ہمیں تفصیلی ذکر نہیں ملتا تاہم مدنی دور میں جس تیزی سے اسلام پھیلا وہ بذات خود آپ ﷺ کے ان گم نام مبلغین کی انتھک کوششوں کا منہ بولتا ثبوت ہے جن کے بارے میں ماخذ یا تو بالکل خاموش ہے یا ان کے بارے میں چند اشارے اور منتشر معلومات ملتی ہیں، ایسے ہی ایک گم نام مبلغ کے بارے میں حضرت احنف بن قیس کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

”میں حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اتنے میں بنولیت کے ایک آدمی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا میں تم کو ایک خوشخبری نہ سنا دوں؟ میں نے کہا ضرور اس نے کہا کیا تمہیں یاد ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری قوم کے پاس بھیجا تھا۔ میں ان پر اسلام کو پیش کرنے لگا اور ان کو اسلام کی دعوت دینے لگا تو تم نے کہا تھا کہ تم ہمیں بھلائی کی دعوت دے رہے ہو اور بھلی بات کا حکم کر رہے ہو اور وہ (رسول اللہ ﷺ) بھلائی کی دعوت دے رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو جب تمہاری بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہم! اغفر للاحنف“

”اے اللہ! احنف کی مغفرت فرما“۔

حضرت احنف فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس ایسا کوئی عمل نہیں ہے جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی اس دعا سے زیادہ امید ہو۔“ (۶۷)

اسی نوعیت کا ایک واقعہ عبد خیر بن یزید بیان کرتے ہیں:

”میں ملک یمن میں تھا وہاں لوگوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط پہنچا جس میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ اس وقت میرے والد کہیں باہر گئے ہوئے تھے اور میری عمر ابھی کم تھی، جب میرے والد واپس آئے تو میری والدہ سے کہا کہ دیگ کو کتوں کے سامنے بہا دو اس لیے کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں، پس اس وقت میں اسلام لے آیا۔ دیگ کے بہانے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ اس میں مردار پکا ہوا تھا“۔ (۶۸)

بنولیت سے تعلق رکھنے والے یہ مبلغ صحابی کون تھے؟ جن کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت احنف بن قیس کی قوم میں دعوت و تبلیغ کے لیے بھیجا تھا اس بارے میں ہمارے پاس کوئی ذریعہ معلومات نہیں ہے۔ اسی طرح ملک یمن میں رسول اللہ ﷺ کا دعوتی خط لے کر جانے والے صحابی کون تھے؟ جن کی سرگرمیوں کا اشارہ حضرت عبد خیر بن یزید کے بیان سے ملتا ہے۔ تاہم اس قسم کی روایات سے یہ رائے ضرور قائم کی جاسکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلا تخصیص تمام قبائل عرب کی طرف صحابہ کرامؓ کو دعوت و تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا، اگرچہ ان کی دعوتی سرگرمیوں کے بارے میں کتب سیر و تاریخ خاموش ہیں۔

اسی طرح وفود عرب بھی مدنی دور میں دعوت و تبلیغ کا انتہائی موثر ذریعہ ثابت ہوئے۔ وفود عرب، جو عام طور پر قبائلی رؤسا اور سرداران قوم پر مشتمل ہوتے تھے، کو رسول اللہ ﷺ مناسب تعلیم و تربیت کے ساتھ ان کے اپنے ہی قبائل میں دعوت و تبلیغ کے لیے بھیج دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ حکمت عملی انتہائی کامیاب رہی اور اس کے نتائج

انتہائی حوصلہ افزا رہے۔

عرب کے مخصوص قبائلی اور معاشرتی ماحول میں جہاں سردار قوم کا مذہب ہی پورے قبیلے اور خاندان کا مذہب اور دین ہوتا تھا، نو مسلم سرداروں نے اشاعت اسلام میں اہم کردار ادا کیا، چنانچہ قبائلی رؤسا کو اپنے قبائل میں جو شخصی اثر و رسوخ اور جاہت حاصل تھی اس کی بناء پر کثیر لوگوں نے اسلام قبول کیا اور بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ فرد واحد کی دعوت پر پورے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا، چنانچہ حضرت سعد بن معاذ، ابو ثعلبہؓ، زیاد بن حارث، ضمائم بن ثعلبہ کی دعوت پر ان کے پورے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا۔ اسی طرح حضرت حماد ازدی نے قبول اسلام کے بعد اپنی قوم کی طرف سے بھی اسلام کی بیعت کی۔

## حوالہ جات

- (۱) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمة الناس والبهائم، ج: ۶۰۰۸، ص: ۱۰۵۱۔ ایضاً کتاب الاذان، باب الاذان للمسافرین..... ج: ۶۳۱، ص: ۱۰۴۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب من اتق بالامامة؟ ج: ۱۵۳۵، ص: ۲۷۲۔ سنن نسائی، کتاب الاذان، باب اجزاء المرء باذان غیرہ فی الحضر، ج: ۶۳۶، ص: ۸۸۔
- (۲) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب تحریص النبی ﷺ وفد عبدالقیس علی ان يحفظوا الايمان..... ج: ۸۷، ص: ۲۰۔ ایضاً، کتاب الايمان، باب اداء الخمس من الايمان، ج: ۵۳، ص: ۱۳۔
- (۳) سنن ابن ماجہ، المقدمة، باب فضل العلماء والحث الی طلب العلم، ج: ۲۲۹، ص: ۳۵۔ سنن الدراری، المقدمة، باب فی فضل العلم والعالم، ج: ۳۵۵، ص: ۱۰۵/۱۔
- (۴) ابو نعیم الاصبہانی، 'حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء'، ذکر اہل الصفة، ۴۱۹/۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۷ء۔
- (۵) کتانی، عبدالحی، علامہ، 'نظام حکومت النبویہ'، (مترجم، مولانا معظم الحق) ص: ۳۲۔
- (۶) سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب کسب المعلم، ج: ۳۴۱۶، ص: ۴۹۵۔ المسند، حدیث عبادة بن صامت ج: ۲۲۱۸۱، ص: ۴۲۹/۶۔
- (۷) اسد الغابہ، تذکرہ عبداللہ بن سعید بن العاص، ۱۷۵/۳۔ الاستیعاب، تذکرہ عبداللہ بن العاص، ۳۹۰/۳۔
- (۸) جمع الفوائد، کتاب العلم، ۴۸/۱۔
- (۹) المسند، حدیث جابر بن سمرہ، ج: ۲۰۲۳۳۳، ص: ۹۵/۶۔ ۹۶۔
- (۱۰) المسند، مسند انس بن مالک، ج: ۱۱۹۹۴، ص: ۵۹۸/۳۔
- (۱۱) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل ابی ہریرہؓ، ج: ۲۳۹۲، ص: ۱۰۹۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم،

ج: ١١٨، ص: ٢٥

(١٢) صحيح البخاري، كتاب العلم، باب التناوب في العلم، ج: ٨٩، ص: ٢١

(١٣) سنن ابى داؤد، كتاب الادب، باب في التخلق، ج: ٢٨٢٣، ص: ٦٨٢

(١٤) صحيح البخاري، كتاب العلم، باب من اعاد الحديث ثلاثاً لم يثبت عنه، ج: ٩٥، ص: ٢٢

(١٥) سنن ابى داؤد، كتاب العلم، باب في سرد الحديث، ج: ٣٦٥٥، ص: ٥٢٢

(١٦) ايضاً

(١٧) صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة، ج: ١١٩٩، ص: ٢١٨

(١٨) سنن ابى داؤد، كتاب العلم، باب في القصاص، ج: ٣٦٦٦، ص: ٥٢٦

(١٩) آل عمران، ٣: ١١٠

(٢٠) صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب ثبوت الجئمة للشهيد، ج: ٢٩١٤، ص: ٨٥١ - المسند، مسند انس بن مالك، ج: ١١٩٩، ص: ٥٩٨/٣

٥٩٨/٣

(٢١) ابن هشام، ذكر يوم الرجوع، ١٨٤/٣ - ٣٠٣، تاريخ الامم والملوك، ٢٩/٣ - ٣١ (واقعات ٢ هـ)

(٢٢) صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب ثبوت الجئمة للشهيد، ج: ٢٩١٤، ص: ٨٥١

(٢٣) ابن هشام، حديث بئر معونة، ٢٠٢/٣ - ٢١٠ - اسد الغابة، تذكره منذر بن عمرو، ٢/٢١٨

(٢٤) فتح الباري، ١٠/٢٥٢

(٢٥) سنن ابى داؤد، كتاب الجهاد، باب في دعاء المشركين، ج: ٢٦١٢، ص: ٣٤٤ - سنن ابن ماجه، ابواب الجهاد، باب وصية

الامام، ج: ٢٨٥٨، ص: ٢١٢ - المسند، حديث بريدة الاسلمى، ج: ٢٢٥٢١، ٢٩/٢٩٢

(٢٦) المسند، مسند صفوان بن امية، ج: ١٢٨٨٢، ٢/٢٠١

(٢٧) صحيح البخاري، كتاب الادب، باب رحمة الناس واليهانم، ج: ٦٠٠٨، ص: ١٠٥١

(٢٨) صحيح البخاري، كتاب التمني، ص: ١٢٥٠

(٢٩) ابن هشام، اسلام بنى الحارث بن كعب، ..... ٢٢٩/٢

(٣٠) تفسير خازن، تفسير سورة التوبة، آيت ما كان المؤمنون لينفروا..... ٢٢١/٢

(٣١) المسند، حديث عبادة بن صامت، ج: ٢٢٢٦٠، ٢٢٢٦٠، ٢٢٣/٦

(٣٢) الاصابه، تذكره وردان جدار الفرات، ٢٣٣/٣



(٣٣) المسند، حديث وفد عبد القيس، ج: ١٥١٣/٢، ٢٥٢/٢ - أيضاً، ج: ١٤٣٤/٥، ٢٣٥/٥

(٣٤) الاصابه، تذكرة عمير بن وهب، ١٥٠/٢

(٣٥) اسد الغابه، تذكرة عمير بن وهب، ١٥٠/٢

(٣٦) ابن سعد، وفد كلاب، ٣٠٠/١

(٣٧) المستدرک، ذکرا بی امامة الباطلي، ٦٣١/٣ - الاصابه، تذکره صدیق بن عجلان، ١٨٢/٢

(٣٨) سنن الدارمی، المقدمه، باب البلاغ عن رسول الله ﷺ وتعليم السنن، ج: ٥٥٠، ١٨٣/١

(٣٩) اسد الغابه، تذکره صدیق بن عجلان، ١٦٣/١ - ١٧٤

(٤٠) الاصابه، ١٢/٥

(٤١) البدايه، ١٢/٥ - كنز العمال، ٦٣/٤

(٤٢) البدايه، ١٢/٥ - كنز العمال، ٦٣/٤

(٤٣) ابن هشام، قدم رفاعة بن زيد بن زياي، ٢٥٢/٢ - اسد الغابه، تذکره رفاعة بن زيد، ١٨١/٢

(٤٤) ايضاً

(٤٥) ابن هشام، امر وفد ثقيف واسلامها..... ٩٣/٣ - تاريخ الامم والملوك، ١٣١/٣ (واقعات ٩ هـ)

(٤٦) الاستيعاب، تذکره عمرو بن اہتم، ١١٦٣/٣

(٤٧) ابن هشام، قدم وفد بني تميم، ٢٢١/٢

(٤٨) ابن هشام، قدم، ضمام بن ثعلبة واندأ عن بني سعد بن بكر، ٢٢٩/٢ - المسند، مسند عبد الله بن عباس، ج: ٢٢٥٢،

١١٣/١ - صحيح البخاري، كتاب العلم، باب القراءة والعرض على المحدث، ج: ٦٣، ص: ١٥ - الموطأ، كتاب قصر الصلوة في السفر، ج:

١٩٤، ص: ١٣٠

(٤٩) ابن هشام، قدم ضمام بن ثعلبة واندأ عن بني سعد بن بكر، ٢٢٩/٢ - المسند مسند عبد الله بن عباس، ج: ٢٣٤، ١١٣/١ - اسد

الغابه، تذکره ضمام بن ثعلبة، ٣٣/٣ - المستدرک، رجوع ضمام بن ثعلبة على قومه، ٥٢/٣

(٥٠) اسد الغابه، تذکره اكثر بن صفين، ١١٢/١

(٥١) الاصابه، تذکره زياد بن حارث، ٥٥٤/١ - البدايه، ٨٣/٥

(٥٢) اسد الغابه، تذکره فروة ابن مسيك، ١٨١/٢

(٥٣) اسد الغابه، تذکره جرثوم بن ناشب، ٢٤٤/١

(۵۴) الاستیعاب، تذکرہ ابوالغلبہ الخشنی، ۱۶۱۸/۴

(۵۵) اسدالغابہ، تذکرہ عامر بن شہر ہمدانی، ۸۳/۳

(۵۶) ایضاً، تذکرہ حارث بن ضرار، ۱/۳۳۴

(۵۷) ایضاً، تذکرہ سہم الاراشی، ۳۶۰/۲

(۵۸) ایضاً، تذکرہ قیس بن نشیب، ۲۲۸/۴

(۵۹) اسدالغابہ، تذکرہ قیس بن غزیہ، ۲۲۳/۴

(۶۰) ایضاً، تذکرہ مالک بن احمد، ۳۷۱/۴

(۶۱) ایضاً، تذکرہ محیصہ بن مسعود، ۳۳۴/۴

(۶۲) ایضاً، مسعود بن وائل، ۳۶۰/۴

(۶۳) ایضاً، تذکرہ عبداللہ بن عویجہ، ۲۳۹/۳

(۶۴) ایضاً، تذکرہ قیس بن یزید، ۲۲۹/۴

(۶۵) ابن ہشام، اسلام بنی الحارث بن کعب، ۲۵۰/۴۔ تاریخ الامم والملوک، ۱۵۷/۳ (واقعات ۱۰ھ)

(۶۶) الاستیعاب، تذکرہ معاذ بن جبل

(۶۷) اسدالغابہ، تذکرہ احنف بن قیس، ۱/۵۵۔ الاصابہ، تذکرہ احنف بن قیس، ۱۰۰/۱۔ المستدرک، ذکر احنف بن قیس،

۶۱۴/۳

(۶۸) اسدالغابہ، تذکرہ عبدغیر بن یزید، ۲۷۷/۳

## نقشبندیہ دواخانہ

﴿معالج: حکیم عبدالرشید شاہد﴾

پہا ٹائٹس، پتھری، رسولی، مردانہ و زنانہ خصوصی امراض اور معدہ کی بیماریوں میں مبتلا حضرات  
و خواتین نیز اولاد سے محروم مایوس جوڑے رجوع فرمائیں۔ اللہ کے فضل سے شفا نصیب ہوگی۔

”امراض و علاج“ کے زیر عنوان حکیم عبدالرشید شاہد کا ہفتہ وار

کالم روزنامہ اسلام میں اتوار کے دن ملاحظہ فرمائیں۔

پتہ: گلی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ۔ فون: 0300-9646295

ماہنامہ الشریعہ (۲۹) مئی/جون ۲۰۰۳ء